ادبیات

غزل

جناب آلمؔ مظفرنگری

منزل بہ منزل آپ کے بستر نظر گئے
دل توڑ کر بڑھے رگِ جاں سے گذر گئے

سنبھلے کہیں وہ جلوے کہیں خود بکھر گئے
تاروں میں منتشر تھے گلوں میں سنور گئے

افتادِ عشق ہی کا تو یہ فیض ہے کہ ہم
بگڑے کچھ اس طرح کہ بگڑ کر سنور گئے

لعل و گہر کو دیکھنے والے انھیں بھی دیکھ
چشمِ وفا میں آ گئے جو آنسو ٹھہر گئے

انجامِ گریہ دیکھئے کیا ہو لہو کے ساتھ
پلکوں تک آج بھی کئی لختِ جگر گئے

محفوظ کر لیا جنھیں تاریخِ عشق نے
ایسے بھی حادثات کچھ ہم پر گذر گئے

طوفاں کے وقت بحرِ محبت کے آشنا
موجوں سے دب کے اور زیادہ ابھر گئے

منزل کی جستجو میں ہیں گرمِ سفر ہنوز
ہم کیا کہیں کہاں ہیں کہاں سے گذر گئے

قائم تھی جن سے گرمیٔ بزمِ وفا آلمؔ
پوچھوں یہ کس سے میں کہ وہ جلوے کدھر گئے

غزل

جناب شمسؔ نوید

میرے ہو کر نہیں میرے سحر و شامِ حیات
مجھ کو دیدے وہ مرا مقصدِ پیغامِ حیات

کچھ خبر بھی ہے تجھے خود سرِ خود کامِ حیات
آ گیا عمر کا سورج بھی لبِ بامِ حیات

زیست جب کشمکشِ زیست میں جاں دیتی ہے
موت ہاں موت بھی بن جاتی ہے انعامِ حیات

پھیل جائے تو یہ دنیائے حقیقت بھی ہے تنگ
مختصر ہو تو بس اک "خواب" ہے ہنگامِ حیات

موت نے اُن کو کہیں چین سے جینے نہ دیا
حیف وہ جن کے لئے موت تھی دشنامِ حیات

بادۂ ناب نہیں - اشک سہی، خوں ہی سہی
شکر صد شکر کہ خالی تو نہیں جامِ حیات

آہ وہ راہی جو منزل سے خفا سوتا رہا
جسکو منزل نے پکارا تھا بہ ہر گامِ حیات

کاش ہم اُن کے حسیں نام پہ دم توڑیں نویدؔ
آخری سانس بنے حاصلِ ہنگامِ حیات